رسائل و مسائل

استخارہ کی شرعی حیثیت

سوال: زندگی میں کئی ایسے مراحل آتے ہیں جو انسان کی قوت فیصلہ پر اثرانداز ہوتے ہیں اور انسانی ذہن میں کش مکش پیدا ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر اسلامی کتابوں میں استخارہ کے لیے ترغیب دلائی گئی ہے۔ آپ سے استخارہ کے بارے میں چند سوالات دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ براہِ مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں:

کیا استخارہ ہر شخص کر سکتا ہے؟ اپنے لیے کسی دوسرے شخص سے استخارہ کروانا درست ہے یا نہیں؟

بعض اوقات انسان کی خواہش کے مطابق ہی خواب نظر آتے ہیں جن پر دل کو اطمینان نہیں ہوتا کہ یہ واقعی خدا کی طرف سے ہے یا میری ہی لاشعوری خواہش ہے‘ تو اس وقت کیا کیا جائے؟ کیا درست استخارے کی پہچان اطمینان قلب ہے؟

شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے اور کئی خواب شیطان کی طرف سے بھی ہوتے ہیں‘ کیا شیطان استخارہ کر کے سونے والے کو بھی گمراہ کر سکتا ہے؟ اس سے کیسے بچا جائے؟

جواب: ”استخارہ“ کے معنی ہیں دعاے خیر۔ اور یہی اس کی حقیقت ہے۔ اہل ایمان چھوٹے بڑے کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں عقل و تجربہ اور مشورے سے کام لینے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاے خیر کو بھی وسیلہ بناتے ہیں۔ وہ صرف ظاہری اسباب اور اپنی چاہتوں اور احباب اور عزیز و اقارب اور بزرگوں کے مشوروں پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ استخارے کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے سوال بھی کرتے ہیں کہ جس کام کو ہم کرنا چاہتے ہیں اگر وہ دنیا اور آخرت کے لحاظ سے مفید اور بہتر ہے تو اس کو کرنے کی توفیق عطا فرما اور اگر وہ دنیا اور آخرت کے لحاظ سے برا ہے تو اس سے دوری پیدا فرما دے۔

امام بخاریؒ ‘ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے جس طرح کہ ہمیں قرآن پاک کی ایک سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ

دو رکعت نفل پڑھے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ (وَیُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ) (کتاب التہجد، باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی، ج اول، ص ۱۵۵-۱۵۶)۔

"اے اللہ! میں تجھ سے خیر مانگتا ہوں کہ تو جانتا ہے اور میں تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں کہ تیرے پاس قدرت ہے اور میں تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ آپ قدرت رکھتے ہیں اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا، آپ غیبوں کو جاننے والے ہیں۔ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام ---- (یہاں کام کا نام لے، مثلاً کاروبار، شادی بیاہ وغیرہ) میرے لیے، میرے دین، میری زندگی اور میرے کام کے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے یا یوں فرمایا: میری دنیا اور میری آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے، تو اسے میرے لیے مقدر اور آسان فرما دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لیے، میرے دین، میری زندگی اور میرے کام کے انجام کے لحاظ سے برا ہے، یا یوں فرمایا: میری دنیا اور میری آخرت کے لحاظ سے برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کر دے" (حضرت جابرؓ نے کہا استخارہ کرنے والا اپنے کام کا نام بھی لے)۔

مسند احمد میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کے لیے یہ بات باعث سعادت ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے (یعنی دعائے خیر کرے) اور ابن آدم کی سعادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر جو اللہ نے اس کے لیے فرمایا ہے راضی ہو۔ اور آدمی کی بدبختی ہے کہ اللہ سے استخارہ کو ترک کرے اور ابن آدم کی بدبختی ہے کہ وہ اس فیصلے پر ناراض ہو جو اللہ نے اس کے لیے کیا ہے (بحوالہ فقہ السنہ، ج ا، ص ۵۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: جس نے اللہ سے استخارہ کیا اور انسانوں سے مشورہ کیا، وہ کبھی ناکام نہ ہو گا (ایضاً فقہ السنہ، ج ا، ص ۵۴۲)

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: حضرت جابرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کاموں میں استخارہ کرنا چاہیے۔ کسی معاملے کو غیر اہم سمجھ کر اس کے لیے استخارے کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک کام کو انسان غیر اہم سمجھ کر، کر لے یا چھوڑ دے اور اس کے نتیجے میں اسے عظیم نقصان پہنچ جائے۔ اس

وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے رب سے مانگو حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی (ایضاً' فقہ السنہ' ص ۵۴۴)۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایسا کام جس کے نتیجے کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اچھا نکلے گا یا برا اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا کرنا بہتر ہے یا چھوڑنا' تو ایسے کام کے لیے استخارہ کرے (چاہے چھوٹا ہو یا بڑا جیسا کہ علامہ شوکانیؒ نے فرمایا۔ (احیاء العلوم' ج ۱' ص ۲۰۷)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: "استخارے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنی خواہش سے ذہن کو خالی کر لے اور استخارے کے نتیجے میں دل میں جو انشراح پیدا ہو' اس کے مطابق عمل کرے"۔

خلاصہ بحث (۱) استخارہ اللہ تعالیٰ سے مخصوص انداز میں دعا کرنا ہے۔ یہ دعا اس وقت کی جاتی ہے جب زندگی کے مختلف معاملات یا کاموں میں سے کسی کام کے کرنے نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہو۔ ظاہر بات ہے کہ استخارے کا تعلق فرائض' واجبات اور سنن سے یا حرام اور مکروہات سے نہیں ہوتا کیونکہ ان چیزوں کے کرنے یا نہ کرنے کی رہنمائی تو شریعت نے دے دی ہے۔ لہٰذا فرض نماز کی ادائیگی یا نفلی نمازوں اور روزوں یا ناجائز کاموں' چوری' ڈکیتی' بدکاری' رشوت' سود اور جوئے کے بارے میں استخارہ نہیں ہو گا۔ استخارہ ان کاموں کے بارے میں ہوتا ہے جن کا کرنا یا نہ کرنا جائز ہو اور انسان کی مرضی پر ہو' مثلاً جائز کاروبار' اندرون اور بیرون ملک سفر اور ملازمت یا کسی خاص عورت سے شادی کرنا یا کسی خاص آدمی سے لین دین کا کوئی معاملہ کرنا وغیرہ۔

(۲) استخارے کے لیے دن رات میں کسی بھی وقت دو نفل پڑھ کر دعاے استخارہ کی جاسکتی ہے۔

(۳) استخارے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد مختلف شکلوں میں ہو سکتی ہے' مثلاً اس شکل میں کہ کوئی خواب دیکھا جائے جس کی تعبیر کام کے کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں ہو یا خواب دیکھے بغیر دل کا میلان کام کے کرنے یا چھوڑنے کی طرف ہو جائے۔

(۴) کسی کام کے سلسلے میں غور و فکر' صلاح مشورہ اور اپنے اور دوسرے دوستوں کے تجربوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ان تمام صورتوں کو پیش نظر رکھنے کے باوجود کام کے نتیجے کے بارے میں یکسوئی نہ ہو تو پھر استخارہ بھی کرنا چاہیے۔ دوسرے الفاظ میں عالم اسباب کے ساتھ مسبب الاسباب کی طرف بھی رجوع کرنا چاہیے۔ جب انسان اللہ کی طرف رجوع کرے گا' اس سے مانگے گا تو وہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرے گا کہ اس سے مانگنا بندگی اور عاجزی ہے جو اسے بہت پسند ہے اور دوسری طرف اپنے کام کو بابرکت بنائے گا۔ استخارے کے بعد اگر کام کو کرے گا تو اس میں بہتری اور برکت اور فائدہ ہو گا اور چھوڑ دے گا تو اس صورت میں بھی فائدہ حاصل ہو گا۔ جو لوگ استخارہ کر کے اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ کوئی

خواب ضرور نظر آئے تو وہ استخارے کی حقیقت کو نہیں پا سکے۔ اسی طرح جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارے میں کوئی خواب دیکھنا ضروری ہے لہٰذا خود استخارہ کرنے کے بجائے کسی خدا رسیدہ انسان سے استخارہ کرواتے ہیں تو وہ بھی غلطی پر ہیں۔ استخارہ خود کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ عبادت ہے اور اس لیے بھی کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دعاے خیر کی جاتی ہے۔ البتہ دوسروں سے بھی آپ دعا کرا سکتے ہیں۔ انھیں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ میرے لیے دعا کیجیے کہ اگر یہ کام میرے لیے بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے اس کے کرنے کی توفیق دے دے اور اگر بہتر نہیں ہے تو اس سے مجھے باز رکھے۔ جس طرح آپ دوسروں سے مشورہ لے سکتے ہیں۔ لیکن دعا کا بار بار کرنا جب تک کہ آدمی یکسو نہ ہو جائے، ایک اصولی اور معقول بات ہے۔ اس لیے انشراح صدر تک بار بار استخارہ کرنا چاہیے۔

استخارے کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ مستحب ہے اور مسنون طریقہ اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔ استخارے کے بعد انشراح صدر کے ساتھ جو کام ہو گا وہ بابرکت ہو گا اور اگر بعد میں کچھ مشکلات یا مسائل پیش آجائیں تو وہ استخارے کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ تقدیر الٰہی ہوتی ہے اور عین ممکن ہے کہ استخارے کی بدولت مسائل اور مشکلات میں کمی آئی ہو۔ نیز استخارے کے بعد خواب میں کچھ اشارے وغیرہ کو کام کے کرنے یا نہ کرنے کی طرف اشارہ سمجھنے میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں اصل بات یہ ہے کہ استخارے کے بعد ذہن جس کام کی طرف یکسو ہو اسے کیا جائے اور اس کے بعد بھی دعا کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

(۵) صلوٰۃ الاستخارہ اور دعاء الاستخارہ بار بار کیا جائے اور اس وقت تک کیا جائے جب تک انشراح قلب نہ ہو یا صرف ایک بار کیا جائے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ استخارہ بار بار کرنا اور انشراح صدر تک کرنا مستحب ہے۔ ابن السنی نے اس سلسلے میں حضرت انسؓ کی ایک مرفوع حدیث بھی ذکر کی ہے کہ اِذَا هَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ فِيْهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الَّذِىْ يَسْبِقُ اِلٰى قَلْبِكَ فَاِنَّ الْخَيْرَ فِيْهِ (تحفۃ الاحوذی، شرح ترمذی ج ۲، ص ۵۹۳) "آپ جب کسی کام کا ارادہ کریں تو سات مرتبہ استخارہ کریں۔ پھر اس کام کو کریں جس کی طرف دل مائل ہو، اس لیے کہ خیر اسی میں ہے"۔ (مولانا عبدالمالک)

قبول نہ ہونے پر بھی دعا مانگتے رہنا

س: ہم ایک چیز کے لیے برابر دعا کرتے رہتے ہیں مگر وہ چیز ہمیں اللہ نہیں دیتا تو کیا ہم اس کے لیے دعا کرنا ترک کر دیں؟ ہم ایک چیز کے لیے برابر دعا کر رہے ہیں اور اللہ نہیں دینا چاہتا تو پھر بھی وہی دعا کرتے رہنے سے اللہ ناراض تو نہ ہو گا کہ میں تو یہ چیز اس بندے کو دینا نہیں چاہتا اور یہ ڈھیٹ پھر بھی وہی مانگے جا رہا ہے؟